محمد رسول اللہ
ولی اللہ
بنانے والے چار اعمال
مؤلف
عارف باللہ حضرت اقدس
مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم
کتب خانہ مظہری
گلشن اقبال کراچی پاکستان

تعلیم فرمودہ

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کتب خانہ مظہری
گلشن اقبال کراچی پاکستان
فون: ۴۹۹۲۱۷۶_۴۸۱۸۱۱۲

نام کتابچہ : ______ ولی اللہ بنانے والے چار اعمال

تعلیم فرمودہ : ___ عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

جامع و مرتب : ___ حضرت سید عشرت جمیل ملقب بہ میر صاحب مدظلہم العالی

تصحیح بعد از کتابت : حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد صاحب دامت برکاتہم

باہتمام : ابراہیم برادران سلّمہم الرحمٰن

کتب خانہ مظہری

گلشن اقبال کراچی پاکستان

فون: ۳۹۹۲۱۷۶ ـ ۳۸۱۸۱۱۲

فہرست	صفحات نمبر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ولی اللہ بنانے والے چار اعمال کے لئے مبشرات

(۱)— عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ محمد اختر صاحب ادام اللہ ظلہم کے ایک خادم نے خواب دیکھا کہ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کی چھت پر اعلان ہو رہا ہے کہ مسجد اشرف میں چار اعمال پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیان ہو رہا ہے اور آپ کی آواز مبارک پوری خانقاہ میں آرہی تھی۔

(۲)— ایک صاحب نے خواب دیکھا کہ وہ روضہ مبارک میں داخل ہوئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور دیکھا کہ ایک طرف مرشدنا و مولانا شاہ محمد اختر صاحب دامت برکاتہم بھی مع احباب کے موجود ہیں اور صحابہ کرام بھی تشریف فرما ہیں۔ خواب دیکھنے والے کو کسی نے بتایا کہ ولی اللہ بنانے والے چار اعمال کو حضور صلی اللہ علیہ تعالیٰ وسلم نے پسند فرمایا ہے جس کے بعد حضرت یہ رسالہ صحابہ کرام کو بھی دکھا رہے ہیں۔

(۳)— حضرت والا کے ایک اور خادم نے خواب دیکھا کہ حضرت کے حجرہ سے اوپر کی جانب سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز آرہی ہے کہ اپنی پوری زندگی ان چار اعمال پر گذار لو تو ان شاء اللہ تعالیٰ کامیاب ہو جاؤ گے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ولی اللہ بنانے والے چار اعمال

تعلیم فرمودہ

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

چار اعمال ایسے ہیں کہ جو اُن پر عمل کرے گا مرنے سے پہلے ان شاء اللہ تعالیٰ ولی اللہ بن کر دُنیا سے جائے گا اور اُن کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ دین کے تمام احکام پر عمل کی توفیق ہو جائے گی کیونکہ یہ احکام لوگوں کو مشکل معلوم ہوتے ہیں بوجہ نفس پر گراں ہونے کے۔ جو طالبِ علم پرچہ کے مشکل سوال حل کر لیتا ہے اُس کو آسان سوال حل کرنا

مشکل نہیں ہوتا۔ پس نفس پر جبر کر کے اللہ کو خوش کرنے کے لئے جو مندرجہ ذیل اعمال کرے گا اُس کو پورے دین پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا اور وہ اللہ کا ولی ہو جائے گا۔

① ایک مُٹھی ڈاڑھی رکھنا۔

بُخاری شریف کی حدیث ہے۔

خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوا اللُّحٰى وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَكَانَ بْنُ عُمَرَ اِذَا حَجَّ اَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ اَخَذَهٗ۔

(بُخَارِی ج ۲ باب تَقْلِيْمِ الْاَظْفَارِ ص ۸۷۵)

ترجمہ: مُشرکین کی مخالفت کرو ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب حج یا عُمرہ کرتے تھے تو اپنی ڈاڑھی کو اپنی مُٹھی میں پکڑ لیتے تھے پس جو مُٹھی سے زائد ہوتی تھی اس کو کاٹ دیتے تھے اور بُخاری شریف

کی دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰی۔

(بخاری ج ۲ باب اعفاء اللحیٰ ص ۸۷۵)

ترجمہ: مونچھوں کو خوب باریک کتراؤ اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ۔

پس ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے جس طرح وتر کی نماز واجب ہے، عید الفطر کی نماز واجب ہے، بقر عید کی نماز واجب ہے اسی طرح ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے اور چاروں اماموں کا اس پر اجماع ہے، کسی امام کا اس میں اختلاف نہیں۔ علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

اَمَّا اَخْذُ اللِّحْيَةِ وَهِيَ مَا دُوْنَ الْقُبْضَةِ كَمَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ يُبِحْهُ اَحَدٌ۔ (شامی، جلد، ص ۱۲۳)

ترجمہ: ڈاڑھی کا کترانا جبکہ وہ ایک مٹھی سے کم ہو جیسا کہ بعض

اہلِ مغرب اور ہیجڑے لوگ کرتے ہیں کسی کے نزدیک جائز نہیں۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بہشتی زیور جلد: ۱۱، صفحہ ۱۱۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ ڈاڑھی کا منڈانا یا ایک مٹھی سے کم پر کترانا دونوں حرام ہیں اور ڈاڑھی ڈاڑھ سے ہے اس لئے ٹھوڑی کے نیچے سے بھی ایک مٹھی ہونی چاہیئے اور چہرہ کے دائیں اور بائیں طرف سے بھی ایک مٹھی ہونا چاہیئے یعنی تینوں طرف سے ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے۔ بعض لوگ سامنے یعنی ٹھوڑی کے نیچے سے تو ایک مٹھی رکھ لیتے ہیں لیکن چہرہ کے دائیں اور بائیں طرف سے کترا دیتے ہیں۔ خوب سمجھ لیں کہ ڈاڑھی تینوں طرف سے ایک مٹھی رکھنا واجب ہے۔ اگر ایک طرف سے بھی ایک مٹھی سے چاول برابر کم یعنی ذرا سی بھی کم ہو گی تو ایسا کرنا حرام اور

گناہ کبیرہ ہے۔

(۲) ٹخنے کھلے رکھنا یعنی پاجامہ شلوار وغیرہ سے ٹخنوں کو نہ ڈھانپنا۔

مردوں کو ٹخنے ڈھانپنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔

بخاری شریف کی حدیث ہے:

مَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِی النَّارِ۔ (بخاری ج ۲ ص ۸۶۱ بَابُ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ فَفِی النَّارِ)

ترجمہ: ازار سے (پاجامہ، لنگی، شلوار، کرتہ، عمامہ، چادر وغیرہ سے) ٹخنوں کا جو حصہ چھپے گا دوزخ میں جائے گا۔

معلوم ہوا کہ ٹخنے چھپانا کبیرہ گناہ ہے کیونکہ صغیرہ گناہ پر دوزخ کی وعید نہیں آتی۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ نے بذل المجہود شرح

ابی داؤد میں لکھا ہے کہ اِزار سے مُراد وہ لباس ہے جو اوپر سے آرہا ہے تہبند، لنگی، شلوار، پاجامہ، کرتہ وغیرہ اس سے ٹخنے نہیں چھپنا چاہئیں۔ جو لباس نیچے سے آتے جیسے موزہ اس سے ٹخنے چھپانا گناہ نہیں لہٰذا اگر ٹخنے چھپانے کو جی چاہتا ہے تو موزہ پہن لیں لیکن موزہ پہننے کی حالت میں بھی شلوار، تہبند، پاجامہ، چادر یا کُرتہ وغیرہ ٹخنوں سے نیچے رکھنا جائز نہیں بلکہ اس حالت میں بھی اُوپر سے نیچے کی طرف آنے والے لباس کا ٹخنوں سے اوپر رہنا ہی واجب ہے اور ٹخنے دو حالتوں میں کھلے رہنا ضروری ہیں:

(۱) جس وقت کھڑے ہوں (۲) جس وقت چل رہے ہوں

پس اگر بیٹھنے میں یا لیٹے ہوئے ٹخنہ ازار سے چھپ جاتے تو کوئی گناہ نہیں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ٹخنے صرف نماز میں کھلے ہونے چاہئیں اس لئے جب مسجد میں آتے ہیں تو ٹخنے کھول

لیتے ہیں۔ یہ سخت غلط فہمی ہے۔ خُوب سمجھ لیں کہ ٹخنے کھولنا صرف نماز ہی میں ضروری نہیں بلکہ جب کھڑے ہوں یا چل رہے ہوں تو ٹخنے کھلے رکھنا ضروری ہے ورنہ گُناہ کبیرہ کے مرتکب ہوں گے۔

حضرت علّامہ خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

(وَهٰذَا فِي حَقِّ الرِّجَالِ دُوْنَ النِّسَآءِ)

(بذل المجهود، کتاب اللباس ص ۵۷)

اور یہ حکم صرف مَردوں کے لِئے ہے، عورتوں کو ٹخنے چھپانے کا حکم ہے۔

ایک صحابی نے حضُور صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا :

(اِنِّي حَمِشُ السَّاقَينِ)

کہ میری پنڈلیاں سوکھ گئی ہیں۔

مطلب یہ تھا کہ کیا اِس بیماری کی وجہ سے مَیں ٹخنے ڈھانپ سکتا ہوں لیکن آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو ٹخنہ چھپانے کی اجازت نہیں دی اور فرمایا :

(اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُسْبِلَ)

(فتح البارى ج ۱۰ كتاب اللباس ص ۲۶۴)

ترجمہ : اللہ تعالیٰ ٹخنہ چھپانے والے سے محبّت نہیں کرتے۔

دوستو! غور کریں کہ ٹخنہ چھپا کر اللہ تعالیٰ کی محبّت سے محروم ہو جانا کہاں کی عقلمندی ہے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک صحابی سے جن کی چادر نیچے زمین پر گھسٹ رہی تھی فرمایا جو تازیانۂ محبّت ہے کہ :

(اَمَا لَكَ فِیَّ اُسْوَةٌ)

(فتح البارى ج ۱۰ كتاب اللباس ص ۲۶۳)

ترجمہ : کیا میرے طرزِ حیات میں تیرے لئے نمونہ نہیں ہے؟

پس محبت کے لئے صرف زبانی دعوے کافی نہیں ہیں، محبت تو محبوب کی اطاعت پر مجبور کرتی ہے۔

لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَاَطَعْتَهٗ
اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُّحِبُّ مُطِيْعٌ

یعنی اگر تو محبّت میں صادق ہوتا تو محبوب کی اطاعت کرتا کیونکہ عاشق جس سے محبّت کرتا ہے اس کا مطیع و فرماں بردار ہوتا ہے پس محبّت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اللہ و رسُول کی نافرمانی نہ کریں، ان کے ہر حکم کو بجا لائیں تو ہم محبت میں سچّے ہیں۔

مُندرجہ بالا دو اعمال تو مردوں کے لئے ہیں۔ ان کے بجائے عورتیں مندرجہ ذیل دو اعمال کا اہتمام کریں تو ان شاء اللہ تعالےٰ اللہ تعالیٰ کی ولیہ بن جائیں گی :-

(۱) شرعی پردہ : آج کل ایک گناہ میں عام ابتلاء ہے اور وہ ہے شرعی پردہ نہ کرنا عوام تو کیا اکثر خواص بھی اس میں مُبتلا

ہیں کہ خاندان کے نامحرموں سے پردہ کا اہتمام نہیں۔ عورتیں گھر سے باہر جاتی ہیں تو برقعہ اوڑھ کر جاتی ہیں لیکن نامحرم رشتہ داروں سے پردہ نہیں کرتیں حالانکہ ان سے پردہ کرنا بھی شریعت کا حکم ہے بلکہ ان سے پردہ کا اہتمام زیادہ ضروری ہے کیونکہ ان سے واسطہ زیادہ پڑتا ہے۔ لہٰذا خاندان کے نامحرموں سے زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

عورتوں کے لئے مندرجہ ذیل رشتہ دار نامحرم ہیں اِس لئے ان سے پردہ کرنا ضروری ہے:۔

خالو، پھوپھا، چچازاد بھائی، تایازاد بھائی، پھوپھی زاد بھائی، خالہ زاد بھائی، ماموں زاد بھائی، بہنوئی، شوہر کے تمام مرد رشتہ دار علاوہ سُسر یہ سب نامحرم ہیں۔ عورتوں کو چاہیئے کہ دیور اور جیٹھ سے پردہ کا خاص اہتمام کریں۔ ایک عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پُوچھا کہ کیا ہم دیور (یعنی شوہر کے

بھاتی) سے پردہ کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیور تو موت ہے موت یعنی جس طرح موت زندگی کو ختم کر دیتی ہے اسی طرح دیور سے پردہ نہ کرنا دین کو تباہ کر دے گا اس لئے دیور سے اس طرح ڈرنا چاہیئے جیسے موت سے۔ چونکہ اس میں فتنہ زیادہ ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خاص تاکید اور تنبیہ فرماتی۔ اسی کو اکبر الہ آبادی نے کہا ہے کہ۔

آج کل پردہ دری کا یہ نتیجہ نکلا
جس کو سمجھے تھے کہ بیٹا ہے بھتیجہ نکلا

شرعی پردہ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کمرہ میں کنڈی لگا کر کمرے میں بند ہو کر بیٹھ جائیں بلکہ اگر گھر چھوٹا ہے تو اچھی طرح گھونگھٹ نکال کر کہ چہرہ بالکل نظر نہ آئے اور چادر سے بدن چھپا کر گھر کا کام کاج کرتی رہیں لیکن اگر گھر میں کوئی نہیں ہے تو نامحرم کے ساتھ تنہائی جائز نہیں اور بے ضرورت نامحرموں سے گفتگو نہ کریں۔ اگر کوئی

ضروری بات کرنی ہو مثلاً سودا سلف منگانا ہو تو پردہ سے آواز ذرا بھاری کر کے کہہ دیں اور ایک دستر خوان پر نامحرموں کے ساتھ کھانا نہ کھائیں یا تو اپنے اپنے شوہروں کے ساتھ کھائیں یا عورتیں ایک ساتھ کھائیں مرد ایک ساتھ کھائیں۔ اسی طرح چھوٹے بچوں کو گھر میں نوکر رکھ لیتے ہیں لیکن جب وہ جوان ہو جاتے ہیں تو بیگم صاحبہ کہتی ہیں کہ اس سے کیا پردہ، اس کو تو میں نے ہگایا مُتایا ہے۔ خُوب سمجھ لیں کہ اس سے پردہ واجب ہے بچپن کے احکام اور ہیں، جوانی کے احکام اور ہیں۔ ہگانے مُتانے سے کیا ہوتا ہے۔ اپنے ہی بچّہ کو بچپن میں ہگاتی مُتاتی ہو، نہلاتی ہو تو کیا جوان ہونے کے بعد ہگا مُتا سکتی ہو؟ بڑے ہونے کے بعد جب اپنی اولاد کے لئے احکام بدل گئے تو نوکر تو نامحرم ہے۔ اس سے پردہ نہ کرنا سخت گُناہ ہے۔ اسی طرح آج کل ایک بیماری اور پھیل گئی ہے کہ میرا مُنہ بولا بھائی ہے، یہ میرا مُنہ بولا بیٹا ہے۔

منہ بولنے سے نہ کوئی بھائی ہو جاتا ہے نہ بیٹا ہو جاتا ہے۔ ان سے پردہ ہے۔

(۲) **شوہر کے حقوق کا خیال رکھنا:** عورتوں کے لئے اللہ کی ولیہ بنانے والا دوسرا خاص عمل شوہر کے حقوق کا خیال رکھنا ہے۔ اس عمل کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ قرب عظیم عطا ہوگا۔ اللہ تعالےٰ نے شوہر کا بڑا حق رکھا ہے، اس کو عظمت اور بزرگی دی ہے اور اس کو عورت پر حاکم بنایا ہے اس لیے شوہر کو خوش رکھنا بہت بڑی عبادت ہے اور اس کو ناراض کرنا بہت گناہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو عورت پانچوں وقت کی نماز پڑھتی رہے، رمضان کے مہینہ کے روزے رکھے اور اپنی آبرو کو بچاتے رہے یعنی پاک دامن رہے اور اپنے شوہر کی تابعداری و فرماں برداری کرتی رہے تو اس کو اختیار ہے کہ جس دروازے سے چاہے جنت میں چلی جائے یعنی جنت کے آٹھ

دروازوں میں جس دروازے سے اس کا جی چاہے جنت میں داخل ہو جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس عورت کی موت اس حالت میں آئے کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہے تو وہ جنتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کے لئے کہتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے (لیکن چونکہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں اس لئے عورت کو بھی جائز نہیں کہ شوہر کو سجدہ کرے) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے کام کے لئے بلائے تو فوراً اس کے پاس آئے حتیٰ کہ اگرچہ چولہے پر کھانا پکانے میں مصروف ہے تب بھی چلی آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شوہر کے بلانے پر اس کی بیوی اگر اس کے پاس لیٹنے کے لئے نہ آئی اور وہ اسی طرح غصہ میں لیٹ رہا تو تمام فرشتے صبح تک اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں اور اگر کوئی شرعی اور

طبعی عذر ہے تو شوہر کو بتا دے کہ مثلاً ایام آرہے ہیں یہ شرعی عذر
ہے یا اگر بیمار ہے تو عذر کر دے یہ طبعی عذر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم
نے فرمایا کہ دُنیا میں جب کوئی عورت اپنے شوہر کو ستاتی ہے تو
جو حُور جنّت میں اس کو ملنے والی ہے کہتی ہے کہ تیرا ناس ہو
اس کو مت ستا' یہ تو تیرے پاس چند دن کے لئے مہمان ہے یہ
تو تجھ کو چھوڑ کر ہمارے پاس چلا آئے گا اور حضُور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا
ارشاد ہے کہ تین طرح کے آدمی ایسے ہیں جن کی نہ نماز قبول ہوتی ہے
اور نہ کوئی نیکی اُن میں سے ایک وہ عورت ہے جس کا شوہر اس
سے ناخوش ہو۔ کسی شخص نے حضُور صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پُوچھا کہ
یا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سب سے اچھی عورت کون ہے؟
آپ نے فرمایا کہ وہ عورت کہ اس کا شوہر جب اس کی طرف
دیکھے تو خوش کر دے، وہ جب کُچھ کہے تو اس کا کہنا مانے اور اپنی
جان و مال میں کُچھ اس کے خلاف نہ کرے اور شوہر کا ایک حق یہ

ہے کہ اس کے پاس ہوتے ہوئے بغیر اس کی اجازت کے نفل روزے نہ رکھے نہ نفل نماز پڑھے اور ایک حق اس کا یہ ہے کہ شوہر کے سامنے میلی کچیلی اور صورت بگاڑ کے نہ رہے بلکہ بناؤ سنگھار سے رہا کرے اور شوہر کا ایک حق یہ ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر کہیں نہ جائے نہ رشتہ داروں کے گھر نہ غیر کے گھر۔

مزید مشورہ

اِس سلسلے میں میرے وعظ **"حقوقُ الرجال"** کا مطالعہ کر لیا جائے۔ ان شاء اللہ تعالےٰ مُفید ہوگا۔

③ نگاہوں کی حفاظت کرنا۔

اِس مُعاملہ میں آج کل عام غفلت ہے۔ بدنظری کو لوگ گُناہ ہی نہیں سمجھتے حالانکہ نگاہوں کی حفاظت کا حکم اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں دیا ہے:

(قُلْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ)

ترجمہ: اَے نبی! آپ ایمان والوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی بعض نگاہوں کی حفاظت کریں۔

یعنی نامحرم لڑکیوں اور عورتوں کو نہ دیکھیں۔ اسی طرح بے ڈاڑھی مونچھ والے لڑکوں کو نہ دیکھیں یا اگر ڈاڑھی مونچھ آبھی گئی ہے لیکن ان کی طرف میلان ہوتا ہے تو ان کی طرف بھی دیکھنا حرام ہے۔ غرض اس کا معیار یہ ہے کہ جن شکلوں کی طرف دیکھنے سے نفس کو حرام مزہ آتے ایسی شکلوں کی طرف دیکھنا حرام ہے اور حفاظتِ نظر اتنی اہم چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں عورتوں کو الگ حکم دیا یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ عورتیں بھی اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں جب کہ نماز روزہ اور دوسرے احکام میں عورتوں کو الگ سے حکم نہیں دیا گیا بلکہ مردوں کو حکم دیا گیا

اور عورتیں تابع ہونے کی حیثیت سے ان احکام میں شامل ہیں۔

اور بخاری شریف کی حدیث ہے:

(زِنَی الْعَیْنِ النَّظْرُ)

ترجمہ: آنکھوں کا زنا ہے نظر بازی۔

(بخاری ج ۲ کتاب الاستیذان باب زنی الجوارح دون الفرج ص ۹۲۳)

نظر باز اور زناکار اللہ کی ولایت کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا جب تک کہ اس فعل سے سچی توبہ نہ کرے اور مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے:

(لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ)

(مشکوٰۃ، کِتاب النکاح باب النظر الی المخطوبہ)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے بدنظری کرنے والے پر اور جو خود کو بدنظری کے لئے پیش کرے۔

پس ناظر اور منظور دونوں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نے لعنت کی بد دُعا فرمائی ہے۔ بُزرگوں کی بد دُعا سے ڈرنے والے سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دُعا سے ڈریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غُلامی کے صدقے ہی میں بزرگی ملتی ہے۔ لہٰذا اگر کسی حسین پر نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹا لو ایک لمحہ کو اس پر نہ رُکنے دو۔

پس قرآن پاک کی مندرجہ بالا آیاتِ مُبارکہ اور احادیثِ مُبارکہ کی روشنی میں بدنظری کرنے والے کو تین بُرے القاب ملتے ہیں:

(۱) اللہ و رسُول کا نافرمان (۲) آنکھوں کا زناکار (۳) ملعون

اگر کسی کو ان القاب سے پکارا جائے تو کس قدر ناگوار ہو گا۔ لہٰذا اگر ان القاب سے بچنا ہے تو نگاہوں کی حفاظت ضروری ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب لیا نہ دیا صرف دیکھ ہی تو لیا، یہ مولوی لوگ بے کار میں ڈنڈا لے کر ہمیں دوڑاتے ہیں۔ ارے مولوی لوگ نہیں دوڑاتے اللہ و رسُول منع فرماتے ہیں مولوی

مسئلہ نہیں بناتا مسئلہ بتاتا ہے جیسا کہ اوپر قرآن وحدیث پیش کی گئی ہے۔ کیا یہ مولوی کی بات ہے؟ اور مَیں کہتا ہوں کہ نہ لیا نہ دیا صرف دیکھ لیا اگر اتنی معمولی بات ہے تو پھر کیوں دیکھتے ہو؟ نہ دیکھو! معلوم ہوا کہ دیکھ کر ضرور کچھ لیتے دیتے ہو جب ہی تو دیکھتے ہو اور وہ حرام لذت ہے جو آنکھوں سے دِل میں امپورٹ (import) ہوتی ہے اور جس سے دِل کا ستیاناس ہوجاتا ہے۔

اللّٰہ سے اتنی دُوری کسی گُناہ میں نہیں ہوتی جتنی اس گُناہ سے ہوتی ہے، دِل کا قبلہ ہی بدل جاتا ہے۔ دِل کا رُخ جو ۹۰ ڈگری اللّٰہ کی طرف تھا بدنظری سے ۱۸۰ ڈگری کا انحراف ہوتا ہے اور گویا اللّٰہ کی طرف پیٹھ اور اس حسین کی طرف مُکمل رُخ ہوگیا۔ اب اگر نماز بھی پڑھ رہا ہے تو وہ حسین سامنے ہے تلاوت بھی کر رہا ہے تو وہ حسین سامنے ہے، تنہائی میں ہے تو

اسی حسین کا دھیان ہے۔ بجائے اللہ کے اب ہر وقت اس حسین کی یاد دِل میں ہے۔ دِل کی ایسی تباہی کسی اور گناہ سے نہیں ہوتی مثلاً نماز قضا کر دی یا جھوٹ بول دیا یا کسی کو ستا دیا تو دِل کا رُخ مثلاً ۴۵ ڈگری اللہ سے پھر گیا۔ پھر توبہ کر لی، اہلِ حق سے مُعافی مانگ لی اور دِل کا رُخ پھر اللہ کی طرف صحیح ہو گیا لیکن بدنظری کا گُناہ ایسا ہے کہ بندہ اللہ سے بالکل غافل ہو جاتا ہے اور وہ حسین دل میں بس جاتا ہے۔ بعض لوگوں کا خاتمہ بھی خراب ہو گیا۔

کنز العمال کی حدیث ہے، اللہ تعالیٰ حدیث قدسی میں ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ النَّظَرَ سَهْمٌ مِّنْ سِهَامِ اِبْلِيْسَ مَسْمُوْمٌ مَنْ تَرَكَهَا مَخَافَتِيْ اَبْدَلْتُهٗ اِيْمَانًا يَّجِدُ

حَلَاوَتَهٗ فِیْ قَلْبِہٖ)

(کنز العُمّال ج ۵ ص ۳۲۸)

ترجمہ: نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے زہر میں بُجھا ہوا جس نے میرے خوف سے اس کو ترک کیا اِس کے بدلے میں اس کو ایسا ایمان دوں گا جس کی مٹھاس کو وہ اپنے دِل میں پالے گا۔

یعنی وہ واجد ہوگا اور حلاوتِ ایمانی اِس کے دل میں موجود ہوگی۔ یہ تصورات، تخیلات اور وہمیات کی دُنیا نہیں ہے وحیِ الٰہی ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ تم تصور کرلو کہ ایمان کی مٹھاس دِل میں آگئی بلکہ یَجِدُ فرمایا کہ تم اَپنے دِل میں اس مٹھاس کو پاؤ گے۔

دوستو! عمل کرکے دیکھئے دِل ایسی مٹھاس پاتے گا جس کے آگے ہفت اقلیم کی سلطنت نگاہوں سے گر جاتے گی۔

علامہ ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ رسالہ قشیریہ میں تحریر فرماتے ہیں

کہ نظر کی حفاظت کا حکم دے کر اللہ تعالیٰ نے آنکھوں کی مٹھاس لے لی لیکن اس کے بدلہ میں دل کی غیر فانی مٹھاس عطا فرما دی۔

اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(وَقَدْ وَرَدَ اَنَّ حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ اِذَا دَخَلَتْ قَلْبًا لَا تَخْرُجُ مِنْهُ اَبَدًا)

(مرقاۃ ج ۱، ص ۷۴)

ترجمہ: حلاوتِ ایمان جس قلب میں داخل ہوتی ہے پھر کبھی نہیں نکلتی۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

(فَفِیْهِ اِشَارَةٌ اِلٰی بَشَارَةِ حُسْنِ الْخَاتِمَةِ) (مرقاۃ)

اور اس میں حُسنِ خاتمہ کی بشارت ہے کیونکہ جب ایمان دل سے نکلے گا ہی نہیں تو خاتمہ ایمان ہی پر ہوگا لہٰذا حفاظتِ نظر حُسنِ خاتمہ

کی بھی ضمانت ہے۔ دوستو! آج کل یہ دولتِ حُسنِ خاتمہ بازاروں میں، ایئرپورٹوں پر، اسٹیشنوں پر تقسیم ہو رہی ہے۔ ان مقامات پر نگاہوں کو بچاؤ اور دِل میں حلاوتِ ایمانی کا ذخیرہ کرلو اور حُسنِ خاتمہ کی ضمانت لے لو۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ آج کل اگر کثرتِ بے پردگی و عریانی ہے تو حلوۂ ایمانی کی بھی تو فراوانی ہے۔ نِگاہیں بچاؤ اور حلوۂ ایمانی کھاؤ۔

۴ قلب کی حفاظت کرنا۔

نظر کی حفاظت کے ساتھ دِل کی بھی حفاظت ضروری ہے بعض لوگ نگاہِ چشمی کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن نگاہِ قلبی کی حفاظت نہیں کرتے یعنی آنکھوں کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن دِل کی نگاہ کی حفاظت نہیں کرتے اور دِل میں حسین شکلوں کا خیال لاکر حرام مزہ لیتے ہیں۔ خوب سمجھ لیں کہ یہ بھی حرام ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:

(يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِى الصُّدُوْرُ) (الآیہ)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کی چوریوں کو اور تمہارے دلوں کے رازوں کو خوب جانتا ہے۔

تم دل میں جو حرام مزے اڑاتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے۔
ایک بزرگ فرماتے ہیں ؎

چوریاں آنکھوں کی اور سینوں کے راز
جانتا ہے سب کو تو اے بے نیاز

ماضی کے گناہوں کے خیالات کا آنا برا نہیں لانا برا ہے۔ اگر گندا خیال آجائے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں لیکن خیال آنے کے بعد اس میں مشغول ہو جانا یا پرانے گناہوں کو یاد کر کے اس سے مزہ لینا یا آئندہ گناہوں کی اسکیمیں بنانا یا حسینوں کا خیال دل میں لانا یہ سب حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے

اور دل میں گندے خیالات پکانے کا ایک عظیم نقصان یہ بھی ہے کہ اس سے گناہ کے تقاضے اور شدید ہو جاتے ہیں جس سے اعضاء جسم کے گناہ میں مبتلا ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں اور ان حرام کاموں سے بچائیں جس کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ تمام گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔

مذکورہ بالا اعمال پر توفیق کے لئے چار تسبیحات

مذکورہ بالا چار حرام کاموں سے بچنے کے لئے مندرجہ ذیل چار وظائف ہیں جن کے پڑھنے سے روح میں طاقت آئے گی اور جب روح طاقتور ہو جائے گی تو گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔

۱۔ ایک تسبیح یعنی (۱۰۰) بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھیں

مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے:

(لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَیْسَ لَھَا حِجَابٌ دُوْنَ اللّٰہِ)

(مشکوٰۃ باب ثواب التسبیح والتحمید والتھلیل والتکبیر ص ۲۰۲)

ترجمہ: (لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ میں اور اللہ تعالیٰ میں کوئی پردہ نہیں ہے)

جب بندہ زمین پر یہ کلمہ پڑھتا ہے تو عرش اعظم پر اس کی لَا اِلٰہ پہنچتی ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب لَا اِلٰہ کہیں تو ہلکا سا دھیان کریں کہ میری لَا اِلٰہ عرشِ اعظم تک پہنچ گئی اور جب اِلَّا اللّٰہ کہیں تو ہلکا سا دھیان کریں کہ عرشِ اعظم سے ایک نور کے ستون کے ذریعہ اللہ کا نور میرے دل میں داخل ہو رہا ہے۔ ہلکا سا دھیان

کریں، دماغ پر زیادہ زور نہ ڈالیں۔ اندازہ سے آٹھ دس مرتبہ **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ** کہنے کے بعد **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ** کہہ کر کلمہ کو پورا کر لیں۔

۲- ایک تسبیح یعنی (۱۰۰) بار اَللّٰہ اَللّٰہ پڑھیں

پہلے اللہ پر جَلَّ جَلَالُہٗ کہنا واجب ہے یعنی ایک مجلس میں جب اللہ کا نام آئے تو ایک بار جَلَّ جَلَالُہٗ کہنا واجب ہے۔ محبت سے اللہ کا نام لیں اور سوچیں کہ ایک زبان میرے منہ میں ہے ایک زبان میرے دِل میں ہے اور دونوں سے ساتھ ساتھ اللہ کا نام نکل رہا ہے اور میرے بال بال سے اللہ کا نام نکل رہا ہے۔ ہلکا سا دھیان کافی ہے دماغ پر زیادہ زور نہ ڈالیں اور درمیان میں کبھی کبھی احقر کا یہ شعر پڑھیں تو اور لُطف آئے گا ؎

اللہ اللہ کیسا پیارا نام ہے
عاشقوں کا مینا اور جام ہے

۲۔ ایک تسبیح یعنی (۱۰۰) بار استغفار کی پڑھیں

مثلاً (رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ)

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے گناہوں کو بخش دیجئے اور ہم پر رحم کیجئے کیونکہ آپ سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

اور رحمت کی چار تفسیریں ہیں جو حضرت حکیم الاُمّت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائیں:۔

(۱) **توفیقِ طاعت**: گناہوں کی نحوست کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور فرماں برداری کی توفیق چھن جاتی ہے تو بندہ اللہ سے معافی مانگ کر یہ رحمت طلب کر رہا ہے کہ ہمیں

پھر سے عبادت اور اپنی فرماں برداری کی توفیق عطا فرما دیجئے جو ہماری نالائقیوں کی وجہ سے چھن گئی اور اب میں نے آپ سے اپنی خطاؤں کی مُعافی مانگ لی ہے لہٰذا پھر سے یہ توفیق جاری فرما دیجئے۔

② **فراخیِ معیشت** : گُناہوں کی وجہ سے ہماری روزی بھی تنگ ہو جاتی ہے تو بندہ مُعافی مانگ کر یہ مانگ رہا ہے کہ ہماری روزی کو کشادہ کر دیجئے اور اس میں برکت بھی عطا فرما دیجئے اور برکت کے معنی ہیں قلیل کثیر النفع کمیّت تھوڑی ہو۔ لیکن نفع کثیر ہو۔

③ **بے حساب مغفرت** : رحمت کی تیسری تفسیر ہے بے حساب مغفرت، اے اللہ! قیامت کے دِن ہمارا حساب کتاب نہ لیجئے کیونکہ آپ کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

مَنْ نُوْقِشَ عُذِّبَ ۔ جس سے حساب لیا جائے گا یعنی جس سے دار وگیر و مناقشہ کیا جائے گا اس کو عذاب دیا جائے گا اس لئے اَے اللہ قیامت کے دِن ہماری بے حساب مغفرت فرما دیجئے۔

④ دخولِ جنّت : اور رحمت کی چوتھی تفسیر ہے جنّت میں دخولِ اوّلین یعنی بندہ کی طرف سے یہ درخواست ہے کہ اَے اللہ! مَیں نے آپ سے اپنے گُناہوں کی مُعافی مانگ لی اب قیامت کے دن مجھے سزا نہ دیجئے بغیر سزا اور عذاب کے مجھے جنّت میں داخلہ اوّلین نصیب فرما دیجئے۔

۴۔ دُرود شریف کی ایک تسبیح یعنی (۱۰۰) بار

روزانہ سو بار دُرود شریف پڑھیں :

(صلی اللہ علی النبی الامی)

یہ مختصر دُرود شریف بھی حدیث پاک میں وارد ہے۔

اور دُرود شریف پڑھنے کا ایک دِل نشین طریقہ میرے شیخِ اول حضرت مولانا شاہ عبدُالغنی صاحب پھولپوری رحمۃُ اللہ علیہ نے اِس طرح بتایا تھا کہ دُرود شریف پڑھتے ہُوتے یہ سوچے کہ مَیں روضہ مُبارک میں مواجہہ شریف کے سامنے کھڑا ہوں اور آسمان سے حضُور صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت کی جو بے شمار بارش ہورہی ہے اس کے کُچھ چھینٹے مجُھ پر بھی پڑ رہے ہیں۔

قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پُوچھا کہ پہلے استغفار پڑھیں یا دُرود شریف؟ فرمایا کہ پہلے گندے اَور میلے کپڑے دھوتے ہو یا عطر لگاتے ہو؟ لہٰذا پہلے روح کو گناہوں کی گندگیوں سے استغفار کے ذریعہ پاک کرلو پھر دُرود شریف کا عطر لگاؤ۔

مذکورہ بالا تسبیحات پابندی سے پڑھنے سے دِل نُور سے بھر جائے گا، روح میں طاقت آ جائے گی اور گُناہوں کی ظُلمت سے وحشت ہونے لگے گی۔ یہی فرق ہے ذاکر اور غیر ذاکر میں کہ ذاکر سے اگر کبھی خطا ہو جاتی ہے تو اس کو فوراً ظلمت کا احساس ہو جاتا ہے کیونکہ وہ صاحبِ نُور ہے، ظلمت آتے ہی تڑپ جاتا ہے۔ اس لئے فوراً اللہ تعالیٰ سے مُعافی مانگ کر اور گُناہوں کی تلافی کر کے پھر نور کو اللہ تعالیٰ سے بحال کرا لیتا ہے اور غیر ذاکر مثل اندھے کے ہے جس کو اندھیرے کا احساس ہی نہیں ہوتا۔

لہٰذا ان تسبیحات پر پابندی کے ساتھ عمل کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ روح میں نفس و شیطان سے مقابلہ کی زبردست قوت پیدا ہو جائے گی اور مذکورہ بالا حرام اعمال سے بچنا آسان ہو جائے گا اور ایک دِن ایسا آئے گا کہ گُناہ کرنے کی ہمت نہ ہوگی اور گُناہوں سے حفاظت پر ہی اللہ تعالےٰ کی

دوستی موقوف ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ)

ترجمہ: یعنی میرا کوئی دوست نہیں ہے لیکن صرف وہ بندے جو گناہ نہیں کرتے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی دوستی کی بُنیاد تقویٰ ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی ولایت کا سب سے اعلیٰ مقامِ صدیقیت، تقویٰ پر ہی موقوف ہے۔ جو جتنا بڑا متقی ہے اتنا ہی بڑا اللہ کا ولی ہے کیونکہ گناہوں سے بچنے سے دِل کو غم ہوتا ہے اور صبر کا تلخ گھونٹ پینا پڑتا ہے تو اِسی غم پر اللہ تعالیٰ نے اپنی دوستی کا انعامِ عظیم فرمایا۔

اللہ تعالےٰ عمل کی توفیق عطا فرمائیں، تقویٰ کامل نصیب فرمائیں اور بدونِ استحقاق محض اپنے کرم سے ہم سب کو

ولایتِ صدیقیت کی منتہا تک پہنچا دیں، آمین۔

آفتابت بر حدث ہامی زند

لطفِ عامِ تو نمی جوید سند

اے اللہ! آپ کا سورج نجاستوں پر پڑتا ہے تو اُن کو بھی اپنے فیض سے محروم نہیں کرتا کیونکہ آپ کا کرم قابلیت نہیں تلاش کرتا۔ پس آفتابِ کرم! اپنی ایک شعاعِ کرم اِس نا اہل پر بھی ڈال دیجئے اور جذب فرما کر اپنا بنا لیجئے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

مایوس نہ ہوں اہلِ زمیں اپنی خطا سے

تقدیر بدل جاتی ہے مضطر کی دُعا سے

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

دو مراقبے ...... محافظ ولایت[۲]

دو مراقبے ایسے ہیں کہ جو ان کو کرے گا ان شاء اللہ تعالیٰ کبر کی بیماری سے محفوظ رہے گا کیونکہ کبر کی بیماری اتنی خطرناک ہے کہ حدیث پاک میں ہے کہ جس کے دِل میں رائی کے برابر کبر ہو گا وہ جنّت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اِسی بیماری نے ابلیس کو مردود کیا جب اس نے کہا انا خیرٌ منہ میں حضرت آدم علیہ السّلام سے بہتر ہوں خلقتنی من نار وخلقتہ من طین مجھے آپ نے آگ سے پیدا کیا اور ان کو مٹی سے پیدا کیا اور آگ کا کرہ مٹی کے کرہ سے اوپر ہے۔ اس میں اس خبیث نے درپردہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض کیا کہ آپ افضل کو فاضل کے آگے جُھکا رہے ہیں۔ پس جو ابلیس کے نقشِ قدم پر چلے گا۔ یعنی جس کے دِل میں تکبّر ہو گا خطرہ ہے کہ

بارگاہِ خداوندی سے مردود کر دیا جائے۔ اس لئے مُندرجہ ذیل مراقبے مردودیت سے حفاظت کی ان شاء اللہ تعالیٰ ضمانت ہیں کیونکہ ان کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ دِل میں تکبر پیدا نہیں ہو سکتا۔ پس یہ مراقبے اللہ تعالیٰ کی دوستی اور ولایت کے اعمال کے محافِظ ہیں کیونکہ جتنا نیکیاں کمانا ضروری ہے اتنا ہی ان کا بچانا ضروری ہے۔

اَب کوئی کہے کہ مراقبہ کا کیا ثبوت ہے تو میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃُ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مراقبہ کی دلیل یہ حدیث ہے رَاقِبِ اللّٰہَ تَجِدْہُ تُجَاھَکَ اللہ تعالیٰ کا دھیان کر تو اُس کو اَپنے سامنے پائے گا۔ صوفیاء کرام جو مراقبہ کراتے ہیں اُس کا منشاء وہی ہے جو حدیثِ احسان میں بیان ہوا اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ الخ اللہ کا ایسا دھیان پیدا ہو جائے کہ

گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو اور جس کو یہ کیفیت حاصل ہو گئی پھر وہ گناہ کیسے کرے گا اور جو گناہوں سے بچ جائے گا وہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہو جائے گا کیونکہ ولایت کی بنیاد تقویٰ ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ ان اولیاءہ الا المتقون۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا کوئی ولی نہیں ہے لیکن صرف متقی بندے۔

لیکن آج کل بعض جاہل صوفیاء، اناڑی اور گمراہ قسم کے لوگ جو مراقبے کرا رہے ہیں مثلاً گھنٹوں دھیان کرانا کہ روشنی کا نکتہ بڑھتے بڑھتے مختلف رنگوں میں تبدیل ہو گیا یا زمین سے ہواؤں میں اُڑ رہا ہوں یا زمین سے آسمان تک نور جب تک نہ نظر آئے دھیان رکئے ہوئے ساکت بیٹھے رہو حتیٰ کہ لوگ اِن جاہلانہ مراقبوں سے پاگل ہو رہے ہیں لہٰذا خوب سمجھ لیں کہ ایسے مراقبے ہرگز مطلوب نہیں۔ اِسی لئے مراقبہ کا مقصد اوپر بیان کر دیا کہ اللہ کا دھیان دِل میں ایسا جم جائے کہ اللہ کی نافرمانی کے اعمال سے حفاظت رہے

کیونکہ نافرمانی کے اعمال سے بندہ اللہ تعالیٰ کی ولایت اور دوستی سے محروم ہوجاتا ہے۔

مراقبہ نمبرا

ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ الخ

سب سے پہلا مراقبہ یہ ہے کہ جب کوئی نیک عمل ہوجائے تو اس کو اپنا کمال نہ سمجھے، اللہ تعالیٰ کی عطا سمجھے اور یہ کوئی خیالی بات نہیں ہے حقیقت ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ الخ جب تم سے کوئی نیکی ہوجائے مثلاً اچھی تقریر ہوجائے، تحریر ہوجائے، کوئی تصنیف وتالیف ہوجائے، تدریس ہوجائے، تبلیغ ہوجائے، حسینوں سے نگاہوں کو، قلب کو قالب کو بچانے کی توفیق ہو جائے، اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کی توفیق ہوجائے غرض

کوئی حسنہ، کوئی نیکی، کوئی اچھا کام ہوجائے تو اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرمارہے ہیں اور کبر کا علاج نازل فرمارہے ہیں کہ اس کو اپنا کمال نہ سمجھنا فضل اللہ یہ اللہ کی عطا ہے، اِس کا کرم ہے، اس کا فضل ہے۔ پیڑ کی جڑوں میں کھاد ہوتا ہے اس کھاد سے اگر خوشبودار پھول پیدا ہوتے ہیں تو کیا یہ کھاد کا کمال ہے؟ اگر کھاد کا کمال ہوتا تو پھول بدبودار پیدا ہوتا لیکن بدبودار کھاد سے خوشبودار پھول پیدا ہونا یہ اللہ تعالیٰ کی عطا اور ان کا کمال ہے۔ اسی طرح ہماری تخلیق ماء مھین سے ہوتی ہے، باپ کی منی اور ماں کے حیض کا گندا خون ہمارا مادۂ تعمیر، ہمارا (Material) ہے۔ لہٰذا گندے اعمال کا صدور ہونا ہماری فطرت سے مستبعد نہیں تھا لیکن اس گندے مادہ سے پاک اعمال صادر ہو رہے ہیں تو یہ فضل اللہ ہے، اللہ کی عطا، ان کا فضل، ان کی رحمت اور ان کا کمال ہے۔ اگر مٹی چمک رہی ہے تو یہ مٹی

کا کمال نہیں سورج کی شعاعوں کا کمال ہے۔ سورج اگر اپنی شعاعیں مٹی پر سے ہٹالے تو مٹی بے نور ہو جائے گی۔ ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ میں اللہ تعالیٰ نے تکبر و خود بینی کا علاج فرما دیا کہ اپنی کسی نیکی کو اپنا ذاتی کمال نہ سمجھنا بلکہ یہ اللہ کی عطا ہے، اللہ کی توفیق ہے، اللہ کی مدد ہے۔ جس طرح باپ بچہ کا ہاتھ پکڑ کر کاغذ پر کچھ لکھوا دیتا ہے پھر کہتا ہے کہ واہ میرے بیٹے تم نے تو بہت اچھا لکھا ہے۔ بس یہی حال ہماری نیکیوں کا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود توفیق دیتے ہیں پھر ان کو ہماری طرف منسوب فرما دیتے ہیں۔ میرا شعر ہے۔

کارفرما تو لطف ہے ان کا
ہم غلاموں کا نام ہوتا ہے

نیکیوں کی توفیق دینا بھی ان کا کرم ہے اور ان کو ہماری طرف منسوب فرمانا یہ کرم بالائے کرم ہے۔ میرے شیخ حضرت

شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالےٰ نے جو ارشاد فرمایا جزاء من ربك عطاءً حسابا۔
ترجمہ: یہ بدلہ ملے گا جو کہ کافی انعام ہوگا آپ کے رب کی طرف سے۔ تو ہمارے محدود عمل کی جزاء غیر محدود کیسے ہوسکتی تھی پس یہ جزاء فرمانا بھی ان کی عطا ہے، معلوم ہوا کہ گناہوں سے بچنے کی، نیک اعمال کی، ان کی یاد کی جو توفیق ہورہی ہے، یہ سب ان کی عطا ہے ان کا احسان ہے، ان کا کرم ہے۔ ہمارا کمال نہیں۔
ایک بزرگ فرماتے ہیں ۔

محبت دونوں عالم میں یہی جا کر پکار آئی
جسے خود یار نے چاہا اسی کو یادِ یار آئی

اسی طرح ہم سے جو خطائیں اور گناہ ہوتے رہتے ہیں تو اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وَمَا اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ اور تم سے جو برائی صادر ہوجائے

وہ تمھارے نفس کی شرارت ہے، تمھارے نفس کی حرارت ہے،
تمھارے نفس کی جسارت ہے، حماقت ہے، نجاست ہے۔
غلاظت ہے۔ اللہ تعالیٰ تو نیک اعمال کا حکم دیتے ہیں، بُرائی سے
بچنے کا حکم دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف بُرائی کی نسبت کرنا کفر ہے
لہٰذا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں جو بُرائی تم سے صادر ہو اس کو اپنے
نفس کی خطا سمجھو تاکہ اس پر نادم ہو کر ہم سے معافی مانگو۔ استغفروا
ربکم میں معافی مانگنے کا حکم ہے لیکن رب کیوں فرمایا؟ اس
لئے کہ پالنے والے کو اپنی پالی ہوئی چیز سے محبّت ہوتی ہے اور
پالی ہوئی چیز کو اپنے پالنے والے سے محبّت ہوتی ہے۔ یہی
وجہ ہے کہ چھوٹا بچّہ اپنی ماں کے پیچھے پیچھے پھرتا ہے کیونکہ جانتا
ہے کہ ماں مجھے پال رہی ہے، جانور کو پال لو تو وہ بھی پیچھے پیچھے
پھرتا ہے کیونکہ جانتا ہے کہ اس نے مجھے پالا ہے۔ رب فرمانے
میں دونوں محبّتوں کا ثبوت ہے۔ رب فرما کر یہ بتا دیا کہ مجھ کو تو

تم سے محبّت ہے ہی مگر تُم کو بھی مُجھ سے محبّت ہے۔ محبّت دونوں جانب سے ہو جاتی ہے۔

دونوں جانب سے اشارے ہو چکے
ہم تمھارے تم ہمارے ہو چکے

اللہ تعالیٰ مغفرت کی اُمید دلا رہے ہیں چونکہ ہم کو تُم سے محبّت ہے، ہم سے مُعافی مانگو ہم تمہیں مُعاف کر دیں گے۔ انہ کان غفارا۔ ہم بہت زیادہ بخشنے والے ہیں ہم سے کیوں نا اُمید ہوتے ہو۔

پس ہر نیکی کو اللہ تعالیٰ کی عطا اور ہر بُرائی کو اپنے نفس کی خطا سمجھے۔ عطا پر شکر گذار اور خطا پر شرمسار رہے۔ جو عطا اور خطا کے درمیان رہے گا تکبّر سے محفوظ رہے گا اور جو تکبّر سے محفوظ ہو گیا وہ ان شاء اللہ تعالیٰ مردود ہونے سے محفوظ رہے گا۔

مراقبہ نمبر ۲

خود کو سب سے کمتر سمجھنے کا مراقبہ

دوسرا مراقبہ ہے کہ اپنے کو سب سے کمتر سمجھو اور سب کو اپنے سے بہتر سمجھو جیسے حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تمام مسلمانوں سے کمتر ہوں فی الحال اور تمام کافروں اور جانوروں سے کمتر ہوں فی المآل لہٰذا ہر شخص کو اپنے بارے میں یہ سمجھنا فرض ہے کہ ہر مسلمان فی الحال مجھ سے بہتر ہے یعنی موجودہ حالت میں ہر مسلمان مجھ سے بہتر ہے خواہ وہ کتنا ہی گناہ گار، شرابی کبابی زانی ہو، میں ہر مسلمان کو اپنے سے بہتر سمجھتا ہوں کیونکہ ممکن ہے کہ باوجود گناہوں کے اس کا کوئی عمل اللہ کے یہاں قبول ہو گیا ہو اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرمادیں اور میرا کوئی عمل اللہ کے یہاں مبغوض ہو

گیا ہو جس سے میری تمام نیکیوں پر پانی پھر جائے اور میری پکڑ ہو جائے۔ بس یہ احتمال قائم کر لو، تکبّر سے نجات کے لیے یہ احتمال قائم کرنا ہی کافی ہے۔ اپنے کمتر ہونے کا یقین ہونا فرض نہیں، احتمال ہی سے کام چل جائے گا۔

اور تمام کافروں اور جانوروں سے خود کو کمتر سمجھے فی المآل یعنی باعتبار انجام کے میں کافروں اور جانوروں سے کمتر ہوں کیونکہ ابھی خاتمہ کا علم نہیں کہ میرا خاتمہ کیسا لکھا ہوا ہے۔ اگر کافر کا خاتمہ ایمان پر ہو گیا تو زندگی بھر کا کُفر مُعاف ہو جائے گا اور وہ جنّت میں جائے گا اور مُجھے اپنے خاتمہ کا معلوم نہیں کہ کس حال پر ہو گا لہٰذا جب تک خاتمہ ایمان پر نہیں ہو جاتا میں کافر سے خود کو کیسے بہتر سمجھوں لہٰذا جب تک ایمان پر خاتمہ نہیں ہو جاتا تمام کافروں سے میں کمتر ہوں اور جانوروں سے تو کوئی حساب کتاب نہیں لیا جائے گا۔ لہٰذا جب تک خاتمہ ایمان

پر نہیں ہو جاتا تو میں جانوروں سے بھی کمتر ہوں۔ لہٰذا تکبّر سے حفاظت کے لئے صبح وشام یہ جملہ کہہ لیا کریں کہ یا اللہ میں تمام مسلمانوں سے کمتر ہوں فی الحال اور تمام کافروں اور جانوروں سے کمتر ہوں فی المآل۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

آنکھیں تو ذرا کھول

المارئ اسرار کے تالہ کو ذرا کھول
ظاہر ہوا جاتا ہے ترے ڈھول کا سب پول
اے نطفۂ ناپاک تو آنکھیں تو ذرا کھول
زیبا نہیں دیتا ہے تکبر کا تجھے بول

اِصلاحِ نفس کا آسان ترین نُسخہ

از افادات

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہم العالی

❁

ارشاد فرمایا کہ جو مندرجہ ذیل باتوں پر عمل کرے گا ان شاء اللہ تعالیٰ اِس کے نفس کی مکمل اِصلاح ہو جائے گی۔ اِصلاحِ نفس کا یہ آسان ترین نُسخہ ہے۔

(۱) نواب قیصر صاحب جو حضرت حکیمُ الاُمّت تھانوی کے مُرید ہیں۔ اُنھوں نے فرمایا کہ میں اُس مجلس میں موجود تھا جب عزیزُ الحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے حکیمُ الاُمّت سے سوال کیا کہ حضرت اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ تو حضرت حکیمُ الاُمّت نے ارشاد فرمایا کہ جنہوں نے اپنے دِل میں اللہ کی محبت حاصل کرلی ہے۔ ان کے جوتوں میں پڑ جاؤ یعنی نفس کو مٹا دو اور نفس کو مٹانے کی نیّت

ہی سے ان کے پاس جاؤ، جو وہ بتلائیں وہ کرو جس سے منع کریں اُس سے رُک جاؤ۔ اِسی کو مولانا رومی نے فرمایا ؎

قال را بگذار مرد حال شو　　پیش مردِ کاملے پامال شو

یعنی قیل و قال کو چھوڑو، مردِ حال بنو اور کیسے بنو گے؟ کسی مردِ کامل یعنی اللہ والے کے سامنے اپنے نفس کو پامال کر دو۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب نے مثنوی پڑھاتے ہوئے اس شعر کی شرح میں مجھ سے فرمایا تھا کہ مال مالیدن سے ہے، مالیدن معنی ملنا اس لیے ملی ہوئی روٹی کو ملیدہ کہتے ہیں یعنی اپنے نفس کو ملیدہ بنوالو، پامال کر دو، اسی کو حکیم الامت نے فرمایا کہ جوتوں میں پڑ جاؤ۔

ایک بار خواجہ صاحب نے پوچھا کہ کیا ذکر اللہ میں یہ تاثیر نہیں ہے کہ وہ ہمیں اللہ تک پہنچا دے پھر اہل اللہ کی صحبت کی شرط کیوں لگائی جاتی ہے۔ حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ کاٹ تو تلوار ہی کرتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ سپاہی کے ہاتھ میں ہو اِسی طرح اللہ تک ذکر اللہ ہی پہنچاتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ اہل اللہ کے مشورے سے ہو۔

(۲) ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا تھا کہ مجھے آپ کی محبت بے انتہا محسوس ہوتی ہے تو میرے شیخ نے لکھا کہ محبتِ شیخ تمام مقامات کی مفتاح ہے یعنی اللہ کے راستہ کے تمام مقاماتِ قرب کی کنجی ہے۔ کنجی جتنی اچھی ہوتی ہے اتنی ہی جلدی تالا کھلتا ہے اور کنجی جتنی گھسی پٹی وندانے گھسے ہوتے ہوں گے تالہ مشکل سے کھلے گا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت بقدرِ شیخ کی محبت کے عطا ہوتی ہے۔ جتنی زیادہ شیخ کی محبت ہوگی اتنی زیادہ اللہ کی محبت عطا ہوگی اور شیخ سے تعلق اگر ڈھیلا ڈھالا ہوگا اس کے دل میں اللہ کا تعلق بھی ڈھیلا ڈھالا ہوگا۔ تاریخ میں ایک مثال بھی نہیں ملتی کہ شیخ سے کسی کا تعلق ڈھیلا ڈھالا رہا ہو اور اس کو اللہ کی محبت کا عظیم خزانہ مل گیا ہو۔

(۳) اپنے کو سب سے کمتر سمجھ لو اور سب کو اپنے سے بہتر سمجھو، حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تمام مسلمانوں سے اپنے کو کمتر سمجھتا ہوں فی الحال اور کافروں اور جانوروں سے کمتر

سمجھتا ہوں فی المآل یعنی انجام کے اعتبار سے۔ ہر مُسلمان کو فی الحال
یعنی موجودہ حالت میں خواہ گُناہ کی حالت میں ہو اپنے سے بہتر سمجھتا ہوں
کیونکہ ممکن ہے کسی گنہگار مُسلمان کا، جاہل گنوار کا کوئی عمل قبول ہو گیا ہو اور
قیامت کے دِن اس کی مُعافی ہو جائے اور میرا کوئی عمل نامقبول ہو گیا
ہو اور سارا علم و عمل بے کار ہو جائے اور فرمایا کافروں اور جانوروں سے
کمتر سمجھتا ہوں انجام کے اعتبار سے کیونکہ معلوم نہیں میرا خاتمہ کیسا
لکھا ہو۔ اگر خاتمہ خراب ہو گیا تو جانور بھی ہم سے بہتر ہیں کیونکہ اُن سے
حساب نہیں لیا جائے گا اور کافر کا بھی خاتمہ ایمان پر ہو گیا تو زندگی بھر کا کُفر
مُعاف اور جنّت میں جائے گا لہٰذا اپنا حقیر ہونا کوئی ظنی، وہمی اور خیالی
بات نہیں حقیقت ہے اور عقل کی بات ہے اور خود کو بہتر سمجھنا حماقت
اور بے وقوفی ہے۔ لہٰذا صبح و شام یہ جُملہ کہہ لیا کرو کہ یا اللہ میں تمام
مُسلمانوں سے کمتر ہوں فی الحال اور کافروں اور جانوروں سے کمتر ہوں فی المآل۔
اس کی برکت سے ان شاء اللہ تکبّر سے حفاظت رہے گی اور تکبّر سے

حفاظت مردودیت سے حفاظت کی ضمانت ہے۔

④ جب نفس میں بدنظری کا تقاضا ہو یا کسی گناہ کو دِل چاہے تو آئینہ میں اپنی صُورت دیکھو کہ اللہ تعالےٰ نے تمہیں کیسی صُورت عطا فرمائی ہے' اللہ والوں کی صُورت دی ہے پھر غور کرو کہ کیا یہ کرتوت اِس صُورت کو زیب دیتے ہیں اور نفس سے کہو کہ او کمینے! خبیث شرم نہیں آتی تو صُورتِ بایزید میں کارِ یزید کرنا چاہتا ہے۔ بایزید بسطامی کی صُورت میں کارِ شیطانی کرنا چاہتا ہے۔ تجھ پر ہزار بار تُف ہو اور آئینہ دیکھ کر یہ مسنون دُعا بھی پڑھو۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ۔ اے اللہ! آپ نے جیسے میری صُورت حسین بنائی' میرے اخلاق بھی حسین کر دیجئے۔

⑤ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ۔ تم سے کوئی نیکی ہو جائے' کوئی اچھا کام ہو جائے' کوئی تصنیف و تالیف ہو جائے' اہل اللہ کی خدمت میں جانے کی توفیق

ہو جائے، گناہوں سے بچنے کی توفیق ہو جائے غرض کوئی بھی حسنہ کوئی بھی نیکی ہو جائے تو اس کو اپنا کمال نہ سمجھنا وہ اللہ کی عطا ہے۔ ببول کے درخت پر اگر پھول نکل آئے تو وہ ببول کا کمال نہیں ہے کیونکہ ببول سے تو کانٹے ہی پیدا ہو سکتے تھے اگر اس میں سے پھول نکل رہا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اسی طرح ہماری تخلیق ماءِ مھین سے، باپ کی منی اور ماں کے حیض کے گندے پانی سے ہوتی ہے پس گندے اعمال کا صدور ہونا ہماری فطرت سے بعید نہیں تھا لیکن اگر نیک اعمال صادر ہو رہے ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، اللہ کی عطا ہے ہمارا کمال نہیں۔ اگر مٹی چمک رہی ہے تو یہ مٹی کا کمال نہیں، سورج کی شعاعوں کا کمال ہے اگر سورج ابھی اپنی شعاعیں ہٹا لے تو مٹی بے نور ہے۔ پس اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تکبر و خود بینی کا علاج فرمایا ہے کہ اپنی کسی نیکی کو اپنا ذاتی کمال نہ سمجھنا ہماری عطا ہے، ہماری توفیق ہے، ہماری مدد ہے جیسے باپ بچہ کا ہاتھ پکڑ کر کاغذ پر لکھوا دیتا

ہے پھر کہتا ہے کہ بیٹا تُم نے تو بہت اچھا لکھا ہے بس یہی حال ہماری نیکیوں کا ہے کہ خود توفیق دیتے ہیں پھر اس کو ہماری طرف منسوب کر کے قبول فرما لیتے ہیں یہ کرم بالائے کرم ہے۔ میرے شیخ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جو ارشاد فرمایا "جَزَآءً مِّن رَّبِّكَ عَطَآءً" الخ تو یہ جزا فرمانا بھی عطا ہے۔ پس جو نیکی ہو رہی ہے، ان کی یاد کی جو توفیق ہو رہی ہے۔ یہ سب ان کی عطا ہے، ہمارا کمال نہیں ہے۔

محبت دونوں عالم میں یہی جا کر پکار آئی
جسے خود یار نے چاہا اسی کو یادِ یار آئی

اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وَمَا اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ۔ کہ جو کچھ بُرائی تم کو پہنچتی ہے وہ اللہ کی طرف سے مت سمجھ لینا، اللہ تعالیٰ بُرائی کا حُکم نہیں دیتے بُرائی کی نسبت ان کی طرف کرنا کفر ہے پس جو کچھ بُرائی تم کو پہنچتی ہے

وہ تمھارے نفس کی شرارت، حرارت، جسارت اور حماقت ہے، پس ہر اچھائی اللہ کی عطا ہے اور ہر بُرائی نفس کی خطا ہے، عطا پر شکر اور خطا پر استغفار کرتا رہے جو عطا اور خطا کے درمیان رہے گا اس کی بندگی کا زاویہ قائمہ صحیح رہے گا اور مردودیت سے محفوظ رہے گا۔

(۶) ہماری کوئی دینی خدمت، کوئی تقریر و تحریر، کوئی تصنیف و تالیف ہماری کوئی شانِ بندگی، اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کا حق ادا نہیں کرسکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات لامحدود ہے اور ہم محدود ہیں، اللہ تعالیٰ کی عظمتیں لامتناہی غیر محدود ہیں ہماری بندگی محدود ہے تو محدود غیر محدود کا حق کیسے ادا کرسکتا ہے اسی لئے سرورِ عالم سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ وَمَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ۔ اے اللہ! آپ کی معرفت کا حق مجھ سے ادا نہیں ہوسکا۔ اے اللہ! آپ کی عبادت کا حق مجھ سے ادا نہیں ہوسکا۔ آہ پھر ہم کس گنتی میں ہیں، ہماری تقریر و تحریر ہماری تصنیف و تالیف

کی کیا حقیقت ہے۔ اگر اپنی تصنیف و تالیف پر نظر جائے کہ میں نے بڑی کتابیں لکھ دیں تو ان آیات کا مراقبہ کرو، سب نشہ اُتر جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ۔ (سورۃ لقمان آیت ۲۷) اگر ساری زمین کے درخت قلم بنا دیئے جائیں اور اس سمندر کے ساتھ اس جیسے سات سمندر اور ملا کر ان کی روشنائی بنا دی جائے تو اللہ کے کلمات، اس کی صفات، اس کی حمد وثنا، اس کی خوبیاں، اس کی تعریف ختم نہیں ہوسکتی، سمندوں کی روشنائی اور دُنیا بھر کے درختوں کے قلم ختم ہوجائیں گے۔ حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر معارف القرآن میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات سمندر جو فرمایا تو یہ حصر کے لئے نہیں ہے بلکہ سمجھانے کے لئے ہے ورنہ سات سمندر کیا سات ہزار سمندر بھی

اللہ تعالیٰ کی صفات کو لکھنے کے لئے ناکافی ہیں۔

لٰہذا اپنی تصنیف و تالیف کو زیادہ اہمیت مت دو۔ اس حیثیت سے کہ اللہ کی عطا ہے اس کو وقعت سے دیکھو اور شکر کرو۔ لیکن اِس حیثیت سے کہ میں نے یہ کام کیا' میں نے یہ مضمون لکھا یہ قابلِ معافی قابلِ استغفار ہے کیونکہ ان کی عطا کامل' ان کی خوبیاں غیر محدود اور ہماری محنت محدود اور ناقص ہے' ناقص کو وہ قبول فرمالیں تو ان کا کرم ہے' وہ قبول فرمالیں تو ہم فقیروں کا کام بن جائے اس لئے یوں دُعا کرو کہ اے اللہ! میری تقریر و تحریر میری تصنیف و تالیف میری کسی دینی خدمت سے آپ کی عظمتوں کا حق ادا نہیں ہو سکا اس لئے مُعاف فرما کر قبول فرما لیجئے۔

(۷) چار اعمال ایسے ہیں کہ جوان پر عمل کرلے گا میرا پچھتر سال کا تجربہ ہے کہ پورے دین پر چلنا اس کو آسان ہو جائے گا اور ان شاء اللہ تعالےٰ ولی اللہ بن کر دُنیا سے جائے گا۔

❁ نمبر ۱۔ ایک مُٹھی ڈاڑھی رکھ لو۔ چاروں اماموں کے نزدیک ایک مُٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے، کسی امام کا اس میں اختلاف نہیں۔ ڈاڑھی منڈانا یا ایک مٹھی سے کم پر کترانا حرام ہے۔ بہشتی زیور ج ۱۱ صہ ۱۱۵ پر یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مُبارک صورت جیسی صورت بنالو اللہ تعالیٰ کو پیار آئے گا کہ میرے پیارے کی صورت میں ہے اور قیامت کے دِن کہہ سکو گے کہ۔

ترے محبُوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہُوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

❁ نمبر ۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ پاجامہ، شلوار، لنگی یعنی جو لباس بھی اوپر سے آرہا ہے ٹخنوں سے اونچا رکھنا، بخاری شریف کی حدیث ہے کہ ٹخنہ کا جو حصہ ازار یعنی شلوار، پاجامہ، لُنگی وغیرہ سے چھُپے گا" جہنم میں جلے گا۔

❁ نمبر ۳۔ تیسری بات یہ نظروں کی حفاظت ہے۔ اِس زمانہ

میں اللہ کے راستہ کی سب سے بڑی رکاوٹ بدنظری ہے کیونکہ بے پردگی عام ہے۔ اس لئے نظر کی حفاظت کرنے سے دل کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس تکلیف کو جو اللہ کے لئے اُٹھائے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل کو حلاوت سے بھر دے گا۔ اس عمل سے سیکنڈوں میں آدمی فرش سے عرش پر پہنچ جاتا ہے۔

❁ نمبر ۴۔ چوتھا عمل قلب کی حفاظت ہے۔ دل میں گندے خیالات نہ پکاؤ۔ حسینوں کا تصور نہ لاؤ، پرانے گناہوں کو یاد نہ کرو۔ بس یہ چار عمل کرلو۔ اللہ والے ہوجاؤ گے۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

نقشِ قدم نبیؐ کے ہیں جنت کے راستے
اللہ جلّ سے مِلاتے ہیں سُنّت کے راستے

(عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد اختر صاحب دامت برکاتہم)

قرآنِ پاک صحیح پڑھنے کا اہتمام

بار بار یہ عرض کر چکا ہوں کہ قرآن شریف کے حروف کی صحت کا اہتمام کیجیے۔ اپنے اپنے حلقوں میں کسی قاری صاحب سے قرآن شریف کے حروف درست کرلیجئے۔ بعض غلطیاں ایسی ہیں جو گناہِ کبیرہ ہیں۔ لحن جلی میں حروف بدل جاتے ہیں۔ اِس لیے قرآن شریف صحیح پڑھنا بہت ضروری ہے۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے بڑے عُلماء کو تھانہ بھون میں نورانی قاعدہ پڑھوا کر پھر بیعت فرمایا۔ اتنا اہم مُعاملہ ہے۔ اس لیے عرض کرتا ہوں کہ اس کو معمولی بات مت سمجھئے۔ اگر کسی شاعر کا کلام کوئی غلط پڑھ دے تو اُسے کتنی ناراضی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو جیسے چاہو پڑھ دو؟ ذرا سوچنے کی بات ہے کہ ان کے کلام کی عظمت کا کیا حق ہے۔ حکیم الامت

فرماتے ہیں کہ روزانہ آپ آدھا گھنٹہ دے دیں اِن شاء اللہ تعالےٰ دو مہینہ میں قرآن شریف کے الفاظ درست ادا کرنے لگیں گے۔

رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا

اور نماز میں رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا واجب ہے۔ بعض لوگ رکوع کے بعد سیدھا ہوتے بغیر سجدہ میں چلے جاتے ہیں ایسی نماز نہیں ہوتی۔ بروایت بُخاری شریف فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ (صفحہ ۱۰۵، جلد ۱) ایسی نمازوں کا دُہرانا واجب ہے۔ لہٰذا رکوع کے بعد سیدھے کھڑے ہو جائیں پھر سجدہ میں جائیں۔

❁

دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا

اور دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا بھی واجب ہے ایک سجدہ کر کے اگر سیدھا نہ بیٹھے اور جلدی سے دوسرا سجدہ کر لے تو نماز نہ ہو گی۔ رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا اور دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا واجب ہے۔ خُوب سمجھ لیجئے جلد بازی میں ایسا نہ ہو کہ نماز ہی غائب ہو جائے اور سجدہ میں زمین سے ناک لگانا بھی واجب ہے۔ بعض لوگوں کی ناک سجدہ میں زمین سے اُٹھی رہتی ہے۔ دیکھتا ہوں کہ پیشانی لگی ہے اور ناک اُٹھی ہوئی ہے۔ ناک کا زمین سے ملنا ضروری ہے۔

؎ کیا ہے رابطہ آہ و فغاں سے
زمیں کو کام ہے کچھ آسماں سے

اگر خاک کو خالقِ آسمان سے کام ہے تو ناک رگڑو۔
رگڑوا کر نعمت دیتے ہیں۔

✿

اذان واقامت کا مسنون طریقہ

دوسرے اذان اور اقامت سُنّت کے مُطابق سیکھنے کی کوشش کیجیے کوئی سِکھانے والا نہ ہو تو ہمارے مؤذن صاحب سے آکر سیکھ لیجیے یا امیر صاحب سے سیکھ لیجیے۔

✿

اے خُدا دِل پہ مرے فضل وہ نازل کر دے
جو مرے دردِ محبت کو بھی کامل کر دے

(عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم)

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ
حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات

اے خدا اے خالقِ کون و مکاں / ہے تری تعریف سے قاصر زباں
تو نے پیدا کیا سارا جہاں / اپنے بندوں کے لئے اے شاہِ جہاں
اور بندوں کو چنا اپنے لئے / اپنی طاعت اور الفت کے لئے
اے خدائے پاک ربِ بے نیاز / اپنے بندوں کا ہے تو ہی کارساز
صدقہ تیری رحمتِ ذخار کا / صدقہ تیرے سید الابرار کا
صدقہ سب اصحاب کا اور آل کا / صدقہ کل اقطاب کا ابدال کا
صدقہ اس امت کے ہر نباض کا / صدقہ میرے مرشدِ فیاض کا
صدقہ تیرے حضرتِ ابرار کا / صدقہ تیرے جملہ اخیار کا
اے خدائے پاک اپنے فضل سے / چن لے مجھ کو آخرت کے واسطے
اے خدائے پاک اے ربُّ العباد / تیرے ہی محتاج سارے عباد
گرچہ میں نالائق و بدکار ہوں / اپنی بدعمل سے زیر دار ہوں
ہم ہیں خالی گرچہ استعداد سے / پر توقع ہے تری امداد سے
ہم نے گو گستاخیاں کیں راہ میں / گو گرے ہم معصیت کے چاہ میں
اب ہیں لیکن اشکبار و شرمسار / اپنے کرتوتوں پہ اے پروردگار
تیری رحمت سے ہمارا انفعال / ہو قبول بارگاہِ ذوالجلال

صدقہ فیضِ شیخ کا اے شاہِ جہاں
جذب کر لے مجھ کو از راہِ نہاں

صدقہ فیضِ مرشدِ عبدالغنی
دے مجھے اپنے سے تو کچھ آگہی

صدقے حضرت پھولپوری شاہ کے
تو عطا کر مجھ کو نعرے آہ کے

پار کر دے اے خدا کشتی مری
بہرِ فیضِ مرشدِ عبدالغنی

تڑپے مچھلی جیسے پانی کے بغیر
دے تڑپ اس سے سوا اپنے بغیر

قرب کی لذت چکھا کر اے خدا
رنج دوری میں نہ کر پھر مبتلا

یار شب کو روزِ مہجوری نہ دے
جانِ قربت دیدہ کو دوری نہ دے

آپ کا قرب و حضوری اے خدا
بہتر است از نعمت ہر دوسرا

ذرہ سایہ عنایت کا ترا
خوب تر از لاکھ طاعت بے ریا

ورنہ میرا نفس سرکش اے خدا
تیری نزدیکی سے رکھتا ہے جدا

کیونکہ شیطاں بے عنایت کے تری
قید میں رکھتا ہے مجھ کو نفس کی

معصیت کی ذلتوں سے اے خدا
ہو نہ رسوا بندۂ عاجز ترا

نفس کے ہاتھوں سے رسوا در بدر
آہ کب تک میں پھروں بے بال و پر

بابِ رحمت پر ترے اے شاہِ جاں
دے رہا ہوں دستکِ آہ و فغاں

کٹ گئی اک عمر میری اس طرح
مضطرب ہو مرغِ بسمل جس طرح

تیری جانب سے نہ ہو گر اجتذاب
کوئی ہو سکتا نہیں ہے باریاب

تیری رحمت کا اگر ہو فتح باب
بندۂ عاجز ترا ہو کامیاب

آہ رہ سکتا ہے کب کوئی حجاب
فضل کا تیرے جو نکلے آفتاب

اے خداوندا ترے افضال سے
طالبِ رحمت ہیں ہم بدحال سے

مانگتا ہوں تجھ سے تیرے فضل کو
واسطہ اس فضل کا خود فضل ہو

جذبِ غیبی ہر نفس ہو راہبر
نفس و شیطاں سے تو کر دے بے خطر

دین ہی کی چاکری تو کر سیب یاد ہی میں رکھ تو اپنی اے حبیب
جز بذکر خویش مشغولم مکن از کرم از عشق معزولم مکن
بے مشقت یہ ہوس گو جرم ہے مجھ کو اس نالائقی پر شرم ہے
پر خداوندا کہاں جاؤں بھلا کیا کوئی در ہے ترے در کے سوا
ہمت و محنت کہ توفیق عمل سب ترے محتاج ہیں اے عزوجل
جس کو تیری راہ سے جو بھی ملا وہ ترے دستِ کرم سے ہی ملا
ناخنِ تدبیر گھس جانے کے بعد پردۂ اسباب جل جانے کے بعد
بس تری جانب ہے اب میری نگاہ ناؤ میری پار ہو میرے الٰہ
گر تو چاہے پاک ہو مجھ سا پلید فضل سے تیرے نہیں کچھ بھی بعید
اے خداوندا یہ میری مثنوی جو پڑھے اس کو ہو تجھ سے آگہی
بھر دے تو ہر شعر میں انوارِ عشق جس سے ہوں ظاہر ترے اسرارِ عشق
ہو میرا ہر شعر ایسا دردناک جس سے پیدا ہو ترا ہی عشقِ پاک
عشق سے تیرے ہوں میں جامہ چاک دردِ دل سے لوں میں تیرا نام پاک
جو بھی بشر سن لے میری آہ کو بس تڑپ جائے وہ تیری چاہ کو

عشق سے اپنے تو دل کو طور کر
نور سے اختر کا دل معمور کر

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۝

ہماری دیگر مطبوعات